

ہم بے دین کے سلسلت میں کیا کریں؟

تحریر: افتخار حسنی (ادرس)

جامعہ بحرالعلوم اللہفیہ - میرپور غاصب سندھ

ہم نے اپنے ملک کو حاصل کرنے کے لئے لاکھوں جانوں کا ذرا رانہ پیش کیا اور بچوں کو یتیم کروایا اور بیویوں کو بیوہ بنایا۔ اس کا کیا مقصد تھا؟ صرف یہ کہ مسلمانوں کے لئے ایک الگ مملکت ہوئی چاہیے۔ جس میں وہ ہر طرح سے آزاد ہوں اور صرف اپنے ایک خالق واللک کی عبادت کر سکیں اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھیں تو ان کے الخاتم کی پابندی اور پاسداری کریں۔ بوجود ہمارے ملک کا نام "لَا إِلَهَ لَا إِلَهَ مِثْلُ رَسُولِ اللَّهِ" ہونے کے ہمارے ملک کی کوئی جگہ شرک سے پاک نہیں۔ حالانکہ قرآن پاک شرک کی شدید نمذمت سے لبرز ہے مگر ہمارے ہمراستے ہوں نہیں ریغتی۔ قرآن کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات اور فرمودات سے انحراف اور دوری اختیار کی ہوئی ہے اور ہم صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ہمارے اندر مسلمانوں جیسی کوئی بھی علامت نہیں۔ افسوس ان نام کے مسلمانوں پر جورات دن بلا کھلکھلے شرک کرتے کرتے کرتے ہیں اور پھر ان کاموں کو جائز جانتے ہیں اگر یہ سارے کام جائز ہیں تو پھر نہ معلوم شرک کیا جائے ہے۔ افسوس! حق ہے۔ آج اسلام ایسے ہی دوستوں کے ہاتھوں بلال ہے۔

اس مگر کو الگ الگ گئی مگر کے چڑاغ سے

اگر ہم چے مسلمان ہیں تو ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ہر چیز کا خالق اور رازق صرف خدا کی ہی ایک ذات ہے اس کے علاوہ کوئی اور کسی چیز کا کوئی مالک نہیں ہے اور ہم اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاعْبُدُ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينُ (الزمر) وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَبْعَدُوا عَنِ اللَّهِ مُخْلَصِينَ لِهِ الدِّينُ (آلہ نبی) اخلاص کے ساتھ ساتھ ہمارے اندر خوف خدا کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ ہمایا ہو۔
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُ وَلَا يَضُرُّكُ فَإِنْ فَعَلْتُ

فان کٹ اذا من الظالمین (یوں)

بیسا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران جھر اسحیو کو بوسہ دیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر فرمائے گے۔ انی اعلم انکھ حجر لا تضروا لا تنفع
ولولا انی رایست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک
ما قبلتک (بخاری مسلم)

عمر بن الخطابؓ سخن فرمایا میں یہ ضرور باتا ہوں کہ تو ایک پھر ہے جونہ ضرور ہچھاتا ہے اور نہ لفغ دیتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تھک کونہ چھوٹتے ہوئے دیکھا ہوتا میں تمہ کو نہ چومنا۔

مگر آج کے مسلمان لوگ مزاروں پر جا جا کر ان کی جانیوں کو چوتے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر لگا کر فخر محسوس کرتے ہیں اور دل میں خیال کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں شفا میر آئے گی۔

ای طرح حضرت عمر فاروقؓ نے اس درخت کو جز سے کٹا دیا جس کے نیچے آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہیں نے، حضرت عثمانؓ نے کے لئے بیعت کی تھی۔ کس وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے کٹا۔ صرف اس لئے کہ لوگ تمہر ک سمجھ کر آتے اس کی عبادت نہ شروع کر دیں جس طرح آج کے دور میں بہت ی مثالیں موجود ہیں۔

دوسری بات ہمارے ملک پاکستان میں بے دینی عورج پر ہے۔ کسی کو انہد اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات کا پاس نہیں۔ فاشی عورج پر ہے ہر گھر، ہر محلہ، ہر علاقہ پر ٹیلی ویژن، وی سی آر، ڈش ایشینا کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ اس فاشی کے سیلاں میں ہماری نوجوان نسل بناہ و پریاد ہو رہی ہے۔ ہماری عورتیں فیشن کے نام پر اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ پردے سے عاری ہو چکی ہیں اور وہ مغلب تنسیب کی نمائندگی کرتی دکھائی دیتی ہیں اور ہمارے ملک کے اندر قتل و غارت عام ہو چکی ہے۔ کسی کے خون کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہر چیز میگلی ہو گئی ہے صرف انسان ستا ہوتا جا رہا ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں کسی کامال، کسی

کی عزت مکنونہ فیصل۔ اگر ہم اپنے وڈیوں پر نظر کریں تو وہ غیر باری پر ظلم کے چاڑی
دھانے ہوتے ہیں۔ وہ جب چلتے ہیں غیر باریوں کی جوان سل لٹکیوں کو انداز کر لے
جاتے ہیں لور ان کو قید میں رکھتے ہیں جوان کے من میں آئے وہی سلوک ان بیچاریوں
سے کرتے ہیں۔ ان کی فربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو تموزی سی رقم سود پر دینے
ہیں جو بڑھ کر آتی ہو جاتی ہے کہ ان کی اولاد بھی نہیں اتر سکتی۔ لہذا اس لئے وہ
انہوں کے بیویوں کے لئے لام بن جلتے ہیں۔

اس حکایت سے ہم کو اسی وقت چھکارا مل سکتا ہے جب ہم غالباً اللہ اور اسکے
رسول کے احکامات پر عمل ہیزا ہوں اور ہماری نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ اپنی قوت اور
اپنا اسلحہ مسلمانوں پر ضائع نہ کریں بلکہ اسکو کشیر، یوشیا کے اندر جا کر استعمل کریں اور اسکی
مد کریں اور مسلمانوں کا تو یہ شہوا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم
(اللّٰهُ صَدِيقٌ)

کفار پر قوت ہوتے ہیں مگر آہیں میں رحم دل ہوتے ہیں۔ ملا نکہ ایک مسلمان کی
عزت کعبت اللہ سے بڑھ کرے۔ دوسری قرآن کی آیت من قتل نفساً بغير
نفس او لفساد فی الارض فیکانما قتل الناس جمیعاً ومنع
احیاها فیکانما احیا الناس جمیعاً (المائدہ پ ۶۲)

یعنی گو ایک جان کو قتل کرنا پورے مسلمانوں کے قتل کے مژاوف ہے۔ حدث
شرف میں ہے المومن اخوا المسلمين لا یظلمه ولا یخذله مسلمان
مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اس کی بے عزتی کرے۔ جب ایک
مسلمان کو اتنی فضیلت ہے تو اگر کوئی مسلمان کو بلا وجہ قتل کرے اس کو کتنا خفت عذاب
ٹلے گا۔ اور جو ہماری خاتمی ہیں انہوں نے اپنے سروں سے چادریوں کو اتر پھینکا ہے اور
ہماری نوجوان لٹکیاں انتہائی بے پورہ ہو کر گھروں سے باہر نکلی ہیں ان کے جھوٹ سے نہیں
وزینت عیاں ہوتی ہے۔ ہاؤس گلکار میں وہ حد سے تخلو زکری ہیں ان کے لباس کو کیجئے
ہیں تو ان پر یہ حدث بالکل صحیح طرح فٹ آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”ندزوں کی دو قسمیں میں نے نہیں دیکھیں ایک تو وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گذاں جیسے کوڑے ہوں گے ان سے وہ لوگوں کو اپنی دھاک بخالے کے لئے اداریں کے۔

دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس پہنا ہوا گیلین وہ ننگی ہوں گی (مردوں کو اپنے اوپر) ماکل کریں گی (خود ان پر اپنا ماکل ہوں گی۔ ان کے سر جنت نفر کے اونٹوں کی کوہاں کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ تو جنت میں جائیں گی نہ اس کی خوشبو انسوں کو میر ہوگی۔ حلاںکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی سلسلت پر محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم)

ہماری خواتین کو اس بارے میں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم اس حدیث کے مدد میں تو نہیں ہیں۔

تیری بات اگر ہم اس بے دینی کے دور میں اپنے حکر ان کو دیکھیں تو وہ اپنی گندی سیاست میں مگن ہے ان کو وطن اور قوم کی کوئی گھر نہیں ملک و قوم کے مل کو وطن رات لوٹنے میں مصروف ہیں۔ اپنے اور اپنی اولاد کے بچکاں بھرنے میں مصروف ہیں۔ اپنے علاج کے بھانے سیرو تفریغ کرنے چلتے جاتے ہیں۔ واکڑوں سے جعلی سریکیش بخواکر اپنی عیاشی کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جب چاہے ملک کے کسی حصہ کا سدا کر دیں۔

اصل میں ہمارے حکر ان کے دلوں کے اندر چندہ ایمان نہیں ہوتا ہے۔ صرف ہم اسلام کا لیتے ہیں مگر حکم غیر کا۔ ہم نے نبی ﷺ کی سیرت کو بھلا دیا ہے کہ انہوں نے کس طرح سیاست کی۔ جب وفات ہوئی تو چند ہزاروں کے سوا کچھ نہ پھوڑوا اس طرح خفافے راشدین نے اپنی اولاد کے لئے کچھ نہ پھوڑوا اس طرح جب عمر بن عبدالمعزؑ کے جسم میں زہر پوری طرح بدن میں سراہیت کر چکا تھا۔ ہر لڑکہ موت کے قریب سے قریب تر کرتا جا رہا تھا اسیں یہ بھی معلوم تھا کہ کس نے زہر دیا ہے مور کیوں دیا ہے۔ لیکن قاتل نے جب ان کے سامنے اعتراف جرم کیا تو بجلی اس کے کہ اسے گرفتار کر کے اس سے قصاص لیتے صرف اتنا کیا کہ لوگوں نے اسیں زہر دینے کے عوض جو اسے تین سو اشرفیاں دی تھیں وہ اس سے لے کر بہت الملل میں جمع کر دیں اور قاتل سے جو غلام تھا کما کا کہ تو بھاگ

جاورہ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوگی وہ بچھے قتل کر دیں گے اور میں نہیں ہوتا کہ میری وجہ سے کسی کی جان جائے۔ میں بو اسیہ کے امراه نے زہر دلوایا تھا اسلئے انہوں نے بو اسیہ کی نیوار تیوں کی خلافی کی تھی۔ انہوں نے جبر و ظلم کے ذریعہ بوہاشم کی جن جائیدادوں پر قبضہ کیا تھا۔ ان نے جھینک کر وہ زینتیں اور جائیدادیں بوہاشم کو واپس کی تھیں۔ کہا جائے۔ اسی کے لئے تو اپنی پیشیوں کے زیر پیلت بھی اڑوا کر بیت المال میں جمع کراویے تھے۔ اب وقت آخر آن پہنچ۔ نزع کاملہ طاری ہونے والا تھا کہ سلسلہ بن عبد الملک کئے گئے: "امیر المؤمنین! آپ نے بھی تو عجیب ہی کام کیا ہے دیکھانہ سوچا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ اپنے بچھے تیرہ بیٹے چھوڑے جا رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ایک درمیں بھی اپنی عورتوں کے لئے نہیں چھوڑی ہے۔ سوچھے تو آپ کے بعد آپ کی اولاد کا کیا جائے گا؟" ظیف الدین والده جناب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حملداروں سے کہا۔ "زد بچھے اخاکر بخا رو۔" جب اپنیں اخاکر بخا دیا گیا تو فرمایا: "وزرا غور سے میری بات سنو۔ میں نے اپنی اولاد کا مل کی دوسرا سے کو تو نہیں دیا۔" سلسلہ بن عبد الملک نے کہا۔ میں نے اپنی اولاد کا مل کی دوسروں کا مل ان کے حوالے کیوں کر دیا۔ بیت المال کا مل مسلمانوں کی امانت ہے۔ اگر میں اسے اپنی اولاد کو دے رہتا تو خدا کے آگے مجھے جواب دہ ہونا پڑتا۔ رہا محالہ اولاد کا تو سن لو کہ اگر میرے بیٹے معالات مند اور اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے کافی ہے اور اگر اس کی بارگاہ کے باقی ہو گئے تو وہ جس مل میں رہیں مجھے ان کی کوئی ٹھہر نہیں۔" یہ فرمایا۔ گلہ پڑھا۔ اور جان جان آفریں کو سپرد کر گئے۔

اگر آج ہم اپنے حکمرانوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو وہ صرف اور صرف مال کے لوت کھوٹ میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں ان کے دل میں رتی بھر خوف خدا نہیں کہ قیامت والے دن ہم سے ان مالوں کے ہارے میں سوال کریں۔ ایک وہ بھی کیا خوبصورت دور تھا کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب حکومت کا کوئی کام کرتے تو حکومت کی موم عنی استھن کرتے۔ جب ذاتی کام کرتے تو اپنی موم حق شمع کرتے۔ تاکہ حکومت کے مال کو فسدان نہ پہنچ جائے۔ مگر ہمارے حکمران قوم کا بے جا مل استھن کرتے ہیں۔ سرکاری

کائنات ان کی اولادیں استعمال کر لیں ہیں۔
دوستو! ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ایک بزرگ آئے والا ہے جس دن انسان کو ایک ایک چیز کا حساب دیتا ہے۔ ہر ایجھے اور بے کام کی جزا و سزا طے کی۔ کیوں نہ ہم اس سے پہلے پہلے اللہ تواریخ کے رسول ﷺ کے نیکن پر عمل ہوا تو اب اجاہیں۔ اگر آج ہم مسلمان آئندہ تو ہائیں۔ آئین میں اخلو، یا حکم یا اکبریں تو آج جنگ بور کی طرح لا کے ہماری نمد کو اڑ سکتے ہیں اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ نے اُل کو لفڑا کر رہا ہے تمہی ادفو کے لئے اللہ کی فضت ابراہیم کر آئے گے۔

”آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایمان نیدا
اُل کر سکتی ہے انداز گھٹل نیدا
و گرنہ کیا ہو گا؟“
تمہی دامتل نک نہ ہوگی داستانوں میں

باقیہ ولایت نماج

بغلتوت نہیں کرنی چاہیے۔ مذہبی اور سماجی روایات اور اصولوں کے مطابق شلدی کے بندھن میں بندھنا چاہیے۔ اپنی اور اپنے والدین کی عزت و آہمی اور سکون کو حفاظت نہیں کرنا چاہیے۔ مزہبلی کشتن نے کما کروہ اسلام اور عیسیٰ یحییٰ کی شلدی کیخلاف نہیں ہیں۔ ہم نے کما کروہ پاکستان میں مذہبی روایات کا احترام کرتے ہوئے شلدی ہوتی ہے اس لئے یہیں لڑکیوں کے سائل کم ہیں۔ (جنگ لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۴۵)